الجامع الصحیح میں امام بخاریؒ کی فقاہت تراجم ابواب کی روشنی میں

*عبدالغفار

**ہدایت علی رانا

Abstract

Imam Bukhari is an indefinite Mujtahid. His Faham-o-Fiqh is hidden in the Trajam-ul-Abwab of Jami-Al-Sahiul Bukhari. With his deep vision and wisdom, perceived a lot of meaning and comprehensions; and uncountable Ahkam-o-Masail from the contents of Hadith. This is his greatest aim and methodology. He apprehends deifferent Fiqhi Masail from the same Hadith Mabarikah and then describes them in various Abwab. He names the Abwabs with Quranic Verses, then, with the help of these Quranic Verses, he catches explores new Ahkem-o-Masail through arquments. He has command to name countless Abwab by using Ahadith. He has discussed manifold complex matters scholanly. He has been a guiding star in the world of Ilm-e-Hadith. There is no parallel of him to his among the Muhadithseen and Fuqha across the world. A remarkable class of Muhaddseen and Fuqha would not help sayinigs. There are two major types of فقہ البخاری تراجم ابواب، ظاہری تراجم ومخفی فی تراجمہ تراجم۔

This is noteable thing that the above cited kinds of Abwab have been discussed to the full extent in this Article. Imam Bukhari not any discusses Fiqhi Masail but also perceives Usool-e-Tafseer, Hadith and Fiqh from the Trajam-ul-Abwab.

شیخ الاسلام، فقیہ الامت، آیۃ من آیات اللہ، سرتاج المحدثین، امام الحفاظ ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرہ بن بردزبہ الجعفی مولاہم البخاری ۱۳ر شوال ۱۹۴ھ میں بعد نماز جمعہ بخارا میں پیدا ہوئے اور ۳۰ رمضان المبارک ۲۵۶ھ کو بوقتِ نمازِ عشاء (شب عید الفطر) بعمر ساٹھ سال بمقام خرتنگ (سمرقند) وفات پائی۔[1]

* سبجیکٹ سپیشلٹ گورنمنٹ کالج فار ایلیمنٹری ٹیچرز ٹریننگ، لاہور

**صدرِ شعبہ علومِ اسلامیہ، پنجاب کالج آف کامرس، لاہور

امام بخاریؒ یکم شوال ۲۵۶ھ کو اس دنیا سے رخصت ہوئے۔[۲]

صحیح بخاری کا مکمل نام درج ذیل ہے:

"الجامع الصحیح المسند من حدیث رسول الله صلی الله علیه وسلم وسننه وأیامه"[۳]

کتاب بخاری کے نام سے ظاہر ہے کہ اس کا موضوع صحیح اور مسند احادیث کو جمع کرنا ہے اور امام بخاری کے فرمان سے بھی ظاہر ہوتا ہے:

"لم أخرج فی هذا لکتاب إلا صحیحا۔"[۴] "میں نے اس کتاب میں صرف صحیح احادیث نقل کروں گا۔"

تمام امت کا اس پر اجماع ہے کہ أصح الکتب بعد کتاب الله."[۵] "اللہ کی کتاب قرآن کے بعد صحیح ترین کتاب صحیح بخاری ہے جو علوم اور معارف کا عجیب وغریب خزینہ ہے۔ احادیث صحیحہ کا مستند ذخیرہ ہے۔ علماء امت نے صحیح بخاری کی بے شمار شروح اور حواشی لکھے مگر صحیح بخاری میں سب سے اہم مسئلہ اس کے ابواب و تراجم کا ہے۔

علماء کا مشہور قول ہے: فقه البخاری فی تراجمه. "بخاری کی فقاہت ان کے تراجم ابواب میں ہے۔"

ابواب اور تراجم سے امام بخاری کا تفقہ، استنباط اور دقت نظر ظاہر ہوتی ہے۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے:

أعی فحول العلم حل رموز ما

أبداه فی الأبواب من أسرار[۶]

صحیح بخاری کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ احادیث باب کے مناسب تراجم میں آیاتِ قرآنیہ بھی بکثرت لاتے ہیں۔ اشارہ اس طرف فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ کا مأخذ قرآنِ کریم میں بھی ہے۔

مولانا انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں:

"امام بخاریؒ سے پہلے کسی مصنف نے اس قسم کے تراجم ابواب قائم نہیں کیے اور نہ ہی ان کے بعد اس قسم کے تراجم ابواب وجود میں آئے، گویا امام بخاریؒ اس دروازے کو کھولنے والے تھے اور خود ہی اس دروازے کو بند کر دینے والے ہیں۔ فکأن هو الفاتح لذلک الباب وصار هو الخاتم."[۷]

تراجم کے اندر ترجمۃ الباب کے تحت آیات، صحابہ اور تابعینؒ کے فتاویٰ اور اہلِ لغت کے کلام کو درج کیا

ہے اور بہت سے تراجم میں مرفوع معلقات بھی لائے ہیں، ان تراجم کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ امام بخاریؒ کو حدیث، تفسیر، تاریخ، لغت، اصول، علم الکلام پر مکمل عبور اور دسترس حاصل ہے۔

امام بخاریؒ نے تصنیف کا آغاز، ترتیب اور تراجم ابواب، یہ سب کچھ مسجد حرام میں تصنیف کیا، پھر مختلف تراجم کے تحت مختلف احادیث کے لیے سفر کرتے رہے، اس طرح ان تراجم کے تحت احادیث کو درج کیا۔

حافظ ابن عدیؒ نے مشائخ سے نقل کیا ہے:

"أن البخاري حول تراجم جامعه بين قبر النبی صلى الله عليه وسلم ومنبره."[8]

یہ مقام بہت فضیلت والا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ما بين قبری و منبری وبيتی روضة من رياض الجنة."[9]

ایسی جگہ امام بخاریؒ ابواب مرتب کر رہے ہیں۔ اصل تصنیف مسجد حرام میں شروع کی اور یہ جو فرما رہے ہیں اس کا مطلب ہے کہ مسودہ سے مبیضہ میں تحویل کا کام مسجد نبویؐ میں کیا۔

لفظ تراجم کے معنی:

تراجم بکسر جیم ہے اگر بضمہ جیم ہو تو مصدر بن جائے گا۔ تراجم ترجمہ کی جمع ہے اگر بضمہ جیم پڑھیں تو معنی ہو گا پتھر مارنے میں دو آدمیوں کا شریک ہونا لیکن یہ لفظ تراجِم ہے جیسے تجربہ کی جمع تجارب آتی ہے۔[10] ترجمہ کے تین معنی ہوتے ہیں:

معنی اوّل:

کسی بات کو ایک زبان سے دوسری زبان میں بیان کرنا، جیسے ترجم الكلام بالأردية.

معنی ثانی:

کسی آدمی کے نسب، اس کے اخلاق و سیرت کو بیان کرنا، جیسے ترجمۃ الرجال یا یہ کہا جائے ذكر البخاری فی ترجمة الأعمش.

معنی ثالث:

کسی چیز کا آغاز اور ابتدائی حصہ جیسے ترجمۃ الباب، کتاب کا ابتدائی حصہ تو یہاں تراجم ابواب بخاری میں یہ آخری معنی مراد ہے۔

اصطلاحی مفہوم:

اس سے مراد حدیث کے باب کا ایک عنوان ہے۔عموماً محدثین کرام اپنی تصنیفات میں مجموعہ احادیث کو ایک خاص مفہوم کے تحت جمع کرتے ہیں اوراس کے لیے ایک عنوان قائم کرتے ہیں جیسے **باب الماء الدائم** وغیرہ۔

انواع تراجم صحیح البخاری:

تراجم کی تین اقسام ہیں۔

(۱) تراجم ظاہرہ

(۲) تراجم خفیہ

(۳) تراجم مرسلہ بمعنی مطلقہ

تراجم ظاہرہ:

تراجم ظاہرہ وہ ہیں جو اپنے مضامین میں ظاہر ہوں اوراس کی کئی صورتیں ہیں:

(۱) ترجمہ صیغہ خبریہ عامہ کے ساتھ

اس کا معنی ہے کہ ترجمہ ایسی عبارت ہو جو باب کے مضمون پر عام صیغہ خبریہ (جس میں کئی وجوہ کا احتمال ہو) کے ساتھ دلالت کرے، پھراس کے تحت درج شدہ حدیث کے ساتھ مراد متعین ہو جائے۔

مثال:

باب الماء الدائم اس کے تحت یہ حدیث ہے:

(لا يبولن أحدكم فى الماء الدائم الذى لا يجرى ثم يغتسل فيه.)[۱۱]

توباب صیغہ خبریہ عامہ کے ساتھ قائم کیا اور حدیث لا کراس عام لفظ سے مراد متعین کردی کہ اس باب میں **ماء دائم** ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا منع ہے اور جب اس میں پیشاب کر دیا جائے تو پھراس میں غسل کرنا منع ہے۔اس جیسے ترجمہ کا فائدہ یہ ہے کہ باب کے مضمون کا اجمالی علم ہو جائے، پھر حدیث سے اصل مقصود معلوم ہو جاتا ہے۔

(۲) ترجمہ صیغہ خبریہ خاصہ کے ساتھ:

اس کا معنی ہے کہ ترجمہ ایسی عبارت کے ساتھ ہو جو باب کے مضمون سے مراد کو متعین کرے اور اس میں اور کوئی احتمال نہ ہو۔

مثال:

باب فرض صدقة الفطر ورأى أبو العالية وعطاء 'ابن سيرين صدقة الفطر فريضة اس کے ذیل میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت درج ہے:

(عن ابن عمر قال: فرض رسول الله صلى الله عليه وسلم زكاة الفطر صاعا من تمر أو صاعا من شعير.)) [۱۲]

اس کا فائدہ یہ ہے کہ باب میں جو مسئلہ اور حکم ذکر کیا گیا ہے، یہ حدیث اس کی واضح دلیل ہے۔

(۳) ترجمۃ بصیغۃ الاستفہام:

اس کا مطلب یہ ہے کہ باب کا عنوان استفہام کے صیغہ کے ساتھ ہو۔ امام بخاریؒ اپنی صحیح میں بہت سارے ابواب کا آغاز استفہامیہ انداز سے کرتے ہیں۔

مثال:

باب هل على من لم يشهد الجمعة غسل من النساء والصبيان وغيرهم؟ پھر اس باب میں یہ الفاظ لائے ہیں:

(عن أبي هريرة رضي الله عنه: حق على كل مسلم أن يغتسل في كل سبعة أيام يوما يغسل فيه رأسه و جسده و حديث عن عبدالله بن عمر رضي الله عنه: من جاء منكم الجمعة فليغتسل وفي حديث أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: غسل يوم الجمعة واجب على كل محتلم.) [۱۳]

امام صاحبؒ نے ترجمہ میں استفہام کا صیغہ استعمال کیا ہے، اس لیے کہ ابو ہریرہؓ اور ابو سعید خدریؓ کی حدیث عام ہے۔ جمعہ کو حاضر ہونے والوں اور نہ ہونے والوں کے لیے، جب کہ ابن عمرؓ کی روایت جمعہ کے دن حاضر ہونے والوں کے لیے خاص ہے تو اس بناء پر نہ حاضر ہونے والے نکل گئے ان پر غسل نہیں ہے۔ دوسری جگہ:

''باب هل يدخل الجنب يده فی الإناء قبل أن يغسلها؟'' اور اسی طرح ''هل يقال مسجد بنی فلان؟'' باب سے دونوں احتمال ہو سکتے ہیں اور نہیں بھی اور اثبات بھی استفہام کی شکل میں۔ مسئلہ ذہن نشین ہو جاتا ہے اور ایک فتویٰ کی شکل بن جاتی ہے۔[۱۴]

(۴) ترجمة بلفظ الحديث:

اس ترجمہ کا مطلب ہے حدیث مبارکہ ہی کو باب کا مضمون بنا دیا جائے، پوری حدیث کا کچھ ٹکڑا لکھ دیا جائے، اس کی دو صورتیں ہیں یا تو وہ حدیث امام بخاریؒ کی شرط پر ہوتی ہے یا نہیں، اگر ان کی شرط پر ہو تو عموماً اس کو قول النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) قرار دے کر باب باندھتے ہیں۔

مثال:

باب قول النبی رب مبلغ أوعی من سامع، باب ما أنزل الله داءً إلا أنزل له شفاء پھر یہی پوری حدیث نقل کی ہے۔

((عن أبی هريرة رضی الله عنه عن النبی صلی الله عليه وسلم قال: ما أنزل الله......))[۱۵]

اس مقام پر مترجم لہ حدیث اور مترجم بہ کلام کے درمیان مناسبت واضح ہو جاتی ہے۔

مترجم بہ اور مترجم لہ اصطلاح کی وضاحت:

مترجم بہ:

لفظ باب سے لے کر مرفوع حدیث شروع کرنے سے پہلے تک جو عبارت نقل کریں گے خواہ وہ قرآنِ مجید کی آیت ہو، کسی صحابی کا اثر اور قول ہو یہ سب مترجم بہ ہوگا۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ''ترجمہ میں ذکر کی ہوئی چیز'' لہٰذا سب کچھ مترجم بہ ہوگا۔

مترجم لہ:

باب کے نیچے جو حدیث درج کریں گے اس کو مترجم لہ کہا جاتا ہے۔

(۵) ترجمہ کسی چیز کے ابتداء اور ظہور کا ذکر کرنے کے ساتھ

مثال:

باب کیف کان بدء الوحی إلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باب بدء الأذان[16]

(۶) ترجمۃ الباب قرآنی آیات سے قائم کرنا:

قرآنی آیت سے ترجمہ قائم کرنا ایک نیا انداز ہے تاکہ معترضین کو آگہی ہو جائے کہ مسئلہ قرآن میں فلاں آیت میں آتا ہے اور جو معترضین یہ کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ قرآن میں نہیں آتا اور حدیث خبر واحد کہہ کر ترک کر دیتے ہیں، تاکہ ان پر حجت قائم ہو جائے۔ امام بخاری عام مسائل میں بھی ایسا کرتے ہیں تاکہ علم ہو جائے کہ حدیث قرآنی آیت کی تفسیر ہے اور یہ بتانا مقصود ہے کہ یہ مسئلہ صرف حدیث میں نہیں بلکہ قرآنی آیات میں بھی ہے۔

مثال:

جیسے صفاتِ باری تعالیٰ کا مسئلہ ہے مثلاً ید، عین، وجہ، وغیرہ۔ اس کے علاوہ اس کا مقصد آیت کی تفسیر بیان کرنا یا کسی شرعی حکم پر استدلال کرنا۔

مثال:

باب فإن تابو ا وأقاموا الصلاۃ واتوا الزکوۃ فخلوا سبلیھم.[17]

پھر اسی باب کے نیچے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت لائے ہیں:

(أمرت أن أقاتل الناس حتی یشھدوا أن لا إلہ إلا اللہ وأن محمدا رسول اللہ ویقیموا الصلوٰۃ ویؤتوا الزکاۃ فإذا فعلوا ذلک عصموا منی دماء ھم وأموالھم إلا بحق الإسلام وحسابھم علی اللہ.)[18]

(۷) الترجمۃ بحدیث لیس علی شرطہ:

اس کا مطلب یہ ہے کہ ترجمۃ الباب میں کوئی ایسی مرفوع حدیث نقل نہیں جو ان کی شرط پر نہیں، پھر نیچے ایسی حدیث لائیں گے جو ان کی شرط کے مطابق ہے اور وہ دوسری جگہ امام صاحب نے کسی دوسری جگہ اپنی صحیح میں مسند کے طور پر ذکر کی ہوتی ہے۔

مثال:

باب اثنان فما فوقھما جماعۃ یہ حدیث ان کی شرط پر نہیں ہے، پھر باب میں حدیث ولیؤمکما

أكبر كما لاتے ہیں جوان کی شرط کے مطابق ہے۔[19]

دوسری مثال:

باب الامراء من قريش حضرت علیؓ کی روایت امام بخاریؒ کی شرط پر نہیں۔ پھر باب میں حدیث لا یزال وال من قریش ذکر کی ہے جوان کی شرط پر ہے۔[20]

(۸) الترجمة باثار عن الصحابة او غيرهم:

امام بخاریؒ نے ابواب وتراجم میں اقوالِ صحابہ وتابعین کو بھی درج کیا تاکہ آثارِ صحابہ وتابعین سے مسئلہ کی حجیت اور باب کی تائید ہوجائے اور حدیث کی شرح بھی ہوجائے اور یہ بھی معلوم ہوجائے کہ اس مسئلہ کے متعلق صحابہ کرامؓ وتابعینؒ کیا سمجھتے ہیں۔

مثال:

باب فى كم تصلى المرأة من الثياب؟ وقال عكرمة: لو وارت جسدها فى ثوب جاز و مثاله أيضا باب الصلاة فى السطوح والمنبر والخشب وقال أبو عبدالله: ولم ير الحسن بأسا ان يصلى على الجمد والقناطر وإن جرى تحتها بول أو فوقها أو أمامها إذا كان بينهما سترة وصلى أبو هريرة على ظهر المسجد بصلاة بصلاة الإمام وصلى ابن عمر على الثلج آیات، احادیث، آثار ذکر کرنے کا فائدہ امام بخاریؒ کے مختار مذہب کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔[21]

(۹) الترجمة بما ذهب إليه بعض العلماء:

اس طرح کے ترجمہ کا مطلب یہ ہے کہ اختلافی مسائل میں بعض علماء نے جن دلائل سے استدلال کیا ہے یا جن دلائل سے ان کا استدلال ہوسکتا ہے ترجمۃ الباب میں ان کا مذہب لکھ کر پھر وہ دلائل ذکر کرتے ہیں۔

مثال:

باب من قال أن صاحب الماء أحق بالماء حتى يروى يقول النبى صلى الله عليه وسلم لا يمنع فضل الماء پھر اس کے نیچے یہ حدیث بیان کی ہے۔ لا يمنع فضل الماء يمنع به الكلاء. [22]

اس قسم سے مقصد اس قول کو ثابت اور راجح کرنا ہے، اسی طرح اعتکاف کے ساتھ روزہ کی شرط نہ ہونا بھی

ہے۔کبھی اجماعی مسائل پر امام صاحب اس طرح باب باندھتے ہیں: **باب من قال لم یترک النبی الا ما بین الدفتین.** ۲۳

(۱۰) الترجمة یفعل الشرط فقط:

اس ترجمہ کا مطلب یہ ہے کہ امام صاحبؒ کبھی باب میں فعل کی شرط ذکر کرتے ہیں اور جوابِ شرط حذف کر دیتے ہیں۔

مثال:

جیسے **باب إذا لم یکن الإسلام علی الحقیقة.** ۲۴

امام صاحبؒ ایسا اس وقت کرتے ہیں جب کہ جواب شرط معلوم ہی ہو یعنی جب اسلام حقیقی نہ ہو تو وہ آخرت میں نافع نہیں ہوگا حقیقی اسلام وہ شرعی ہے جس کے ساتھ ایمان بھی ہو بلا ایمان لغوی ہے شرعی نہیں۔

(۱۱) الترجمة تفسیر الأحادیث والمراد منه

امام صاحبؒ ترجمہ اس طرح باندھتے ہیں کہ باب سے اس حدیث کی تفسیر اور مراد واضح ہو جاتی ہے جو حدیث بعد میں ذکر کرنا ہوتی ہے۔

مثال:

باب الاغتباط فی العلم والحکمة اس باب میں یہ حدیث بیان کی ہے (**لا حسد إلا فی اثنتین**) ۲۵

تو حسد کی تفسیر باب سے واضح ہوگئی۔اسی طرح کبھی قرآن میں اتفاقی قید ہوتی ہے۔امام صاحب ترجمۃ الباب میں اس طرف اشارہ کر دیتے ہیں جیسے مثال: ''**باب الرهن فی الحضر**'' ۲۶

میں ہے کیونکہ قرآنِ مجید میں **رهن فی السفر** کا ذکر ہے۔''**فی السفر**'' کی قید اتفاقی ہے احترازی نہیں۔

تراجم خفیہ یا استنباطیہ:

۱۔ تراجم خفیہ وہ ہیں جن میں حدیث کی باب سے مطابقت مخفی ہوتی ہے، غور و فکر اور تدبر سے ظاہر ہوتی ہے۔ اس طرح کے ابواب قائم کرنے کا مقصد طالب علم کے ذہن کو تیز کرنا ہوتا ہے، اس میں اجتہاد کا ملکہ پیدا کرنا ہوتا

ہے۔ بخاری کے ابواب کی تفصیل مجمل، تاویل، عام اورعام سے خاص مراد لینا یا خاص سے عام مراد لینا کی کافی مثالیں ہیں۔کبھی ایسے ابواب قائم کرتے ہیں جن کا بظاہر کوئی فائدہ نظرنہیں آتا لیکن بنظر دقیق غور کیا جائے تو ان کا بھی فائدہ ہوتا ہے، وہ یہ کہ امام صاحب بعض اہل علم کا رد کرنا چاہتے ہیں جو اس بات کے قائل نہیں ہوتے جن کے اقوال پہلی کتب حدیث مثلاً مصنف ابن ابی شیبہ اور مصنف عبدالرزاق وغیرہ میں درج ہوتے ہیں اوران کے اقوال کے مطابق ابواب قائم کیے ہوتے ہیں۔[۲۷]

مثال:

باب قول الرجل للنبی صلی اللہ علیہ وسلم صلینا اور**باب قول الرجل ما فاتتنا الصلاۃ.**[۲۸]

اوراسی طرح شہر رمضان کہنے کا بیان، اسی طرح **باب اتساک الإمام بحضرۃ الرعیۃ.**[۲۹]

یہ ان لوگوں کی تردید ہے جو مخفی طور پر مسواک کرنے کے قائل ہیں اوراسی طرح **باب الصلاۃ علی الحصر** وغیرہ۔[۳۰]

۲۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ بالعموم والخصوص:

یعنی کبھی حدیث عام ہوتی ہے اور ترجمہ خاص ہوتا ہے

مثال:

باب لا یقیم الرجل أخاہ یوم الجمعۃ ویقعد مکانہ.[۳۱]

یہ ترجمہ خاص ہے اوراس کے تحت جو حدیث ذکر کی ہے اس میں جمعہ کا لفظ نہیں ہے، اسی طرح **باب حکم المفقود** اور کبھی حدیث خاص اور باب عام ہوتا ہے جیسے **باب التسمیۃ علی کل حال و عند الوقاع.**[۳۲]

اس کے تحت جو حدیث لائے ہیں اس میں **عند الوقاع** کا ذکر ہے گویا کہ امام صاحب نے قیاس لولوی سے استدلال کیا ہے۔

تراجم مطلقہ یا مرسلہ:

ان تراجم میں صرف لفظ ''باب'' ذکر ہوتا ہے۔تراجم مطلقہ کی دو اقسام ہیں:

۱۔ ایسا باب یا تو سابقہ باب کا تکملہ ہوتا ہے یعنی اس کا مضمون سابق باب کے مضمون کے لیے تکملہ کی حیثیت رکھتا ہے اور اس میں ایک زائد فائدہ ہوتا ہے جس کی بنا پر اس کو الگ ذکر کیا جاتا ہے تو یہ سابقہ باب کے لیے ایک فصل کا درجہ رکھتا ہے۔

مثال:

باب ما یکره من النیاحة علی المیت اس میں یہ حدیث بیان کی ہے: **المیت یعذب فی قبره بما نیح علیه.**"[۳۳]

پھر امام بخاریؒ نے کہا "باب" اس میں ایک حدیث ذکر کی ہے جو کہ جابرؓ کے باپ کی شہادت میں ہے اور نائحہ کو نوحہ کرنے سے منع کیا، یہ باب پہلے باب کے لیے فصل کی حیثیت رکھتا ہے اور زائد فائدہ پر مشتمل ہے۔

۲۔ بعض جگہ ان جیسے ابواب میں یہی ہے کہ مابعد کا تعلق ماقبل سے اصل موضوع میں برابر ہوتا ہے۔

مثال:

باب قطع الشجر والنخل[۳۴]

تراجم مفردہ:

تراجم مفردہ سے مراد یعنی صرف ترجمہ قائم کر دینا اور اس کے تحت کوئی حدیث نہ لانا بلکہ معلق ہی بیان کر دینا یا کوئی آیت درج کرنا اور اس کے ساتھ متعلق آثار بھی ذکر کر دیتے ہیں۔

مثال۱:

باب یستقبل باطراف رجلیه القبلة قاله أبو حمید الساعدی عن النبی صلی الله علیه وسلم[۳۵]

مثال۲:

باب قول الله تعالیٰ وإذ قال إبراهیم رب هذا البلد اٰمنا.[۳۶]

اس میں کوئی متصل مرفوع حدیث ذکر نہیں کی۔ ممکن ہے امام بخاریؒ نے اس باب میں اپنی شرط پر کوئی حدیث نہ پائی ہو یا پائی تو ہو لیکن اختصار کی بنا پر ذکر نہ کی ہو یا قاری پر چھوڑ دی ہو، اس کے علاوہ "صحیح بخاری" میں ۱۰ یا ۱۲ مقامات پر ایسی مثالیں موجود ہیں۔

بعض اوقات ایک حدیث متعدد اوامر و نواہی پر مشتمل ہوتی ہے تو امام بخاری رحمہ اللہ ہر امر اور ہر نہی پر

الگ عنوان قائم کرتے ہیں، تا کہ ان کی مستقل حیثیت واضح ہو جائے۔

اوامر کی مثال:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم غلے جو، کھجور، پنیر اور منقیٰ سے ایک ایک صاع بطور فطرانہ دیتے تھے۔امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر الجامع الصحیح میں چار عنوان قائم کیے ہیں۔

۱. **صدقة الفطر صاعا من شعير**

۲. **صدقة الفطر صاعا من طعام**

۳. **صدقة الفطر صاعا من تمر**

۴. **صدقة الفطر صاعا من زبيب.** ۳۷

لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے "**صدقة الفطر صاعا من أقط**" کا عنوان قائم نہیں کیا کیونکہ ان کے نزدیک دوسری اشیاء کی موجودگی میں اس کی ادائیگی جائز نہیں۔

نواہی کی مثال:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ ہم سے نہیں جو مصیبت کے وقت رخسار پیٹتا ہے، کپڑے پھاڑتا ہے یا جاہلیت کی باتیں کرتا ہے۔

اس حدیث پر امام بخاری رحمہ اللہ نے حسبِ ذیل تین عنوان قائم کیے ہیں۔

۱. **ليس منا من شق الجيوب**

۲. **ليس منا من ضرب الخدود**

۳. **ما ينهى من الويل ودعوى الجاهلية عند المصيبة** ۳۸

دواحادیث کے مابین تعارض کو رفع کرنے کے لیے ابوابِ بخاری کا اُسلوب:

امام بخاریؒ کا اُسلوب یہ ہے کہ جب ان کے نزدیک دو مختلف احادیث کے مابین تعارض پیدا ہوتا ہے تو وہ دو ابواب قائم کر کے اس تعارض کو رفع کر دیتے ہیں۔

مثال ۱:

" **باب لا نکاح إلا بولی** "اور" **باب لا نکاح إلا برضاھا**" دونوں ابواب ہیں۔جب"**لا نکاح إلا بولی**" اور"**الأیم احق بنفسھا**" دونوں احادیث کے مابین تعارض پیدا ہوا،تو امام بخاریؒ نے دو ابواب قائم کر کے اس تعارض کو دور کر دیا ہے اور اشارۃً یہ بات واضح کی ہے کہ عورت کے لیے بغیر ولی کی اجازت کے نکاح جائز نہیں۔اسی طرح ولی کے لیے عورت کا نکاح اس کی رضامندی طلب کیے بغیر جائز نہیں۔دراصل حدیث''**الأیم احق بنفسھا**'' کو اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ ولی کے لیے یہ واجب ہے وہ عورت سے اس کی رضامندی طلب کرے، اگر وہ راضی ہو تو نکاح کروادے بصورت دیگر نہ کروائے،''ورنہ وہ نکاح غیر شرعی تصور ہوگا۔

مثال۲:

امام بخاری رحمہ اللہ بعض اوقات عنوان میں کسی لفظ کا اضافہ کر دیتے ہیں،اس اضافے کا بھی مقصد دو متعارض احادیث کے مابین تطبیق دینا ہوتا ہے مثلاً:ایک عنوان ہے''**لا تستقبل القبلة ببول ولا غائط الا عند البناء جدار او نحوہ**''(۳۹)امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد صحرا سے متعلق اور آپ کا عمل عمارت کے متعلق ہے اس طرح آپ نے دو متعارض احادیث میں تطبیق دی ہے۔

قول النبی صلی اللہ علیه وسلم یعذب المیت ببعض بکاء أھله علیه إذا کان النوح من سنته (۴۰)

اس اُسلوب سے امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان تطبیق دی ہے کہ جب میت پر رونا دھونا اس خاندان کی عادت ہو اور مرنے والا انھیں اس کام سے باز رہنے کی وصیت نہ کر کے گیا ہو تو اہل خانہ کے رونے سے میت کو باز پرس ہوگی جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اور جب وہ وصیت کر کے گیا ہو تو وہ بے قصور ہے اسے اہل خانہ کے رونے سے کچھ نہیں کہا جائے گا جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی وضاحت کی ہے۔

امام بخاریؒ کے تراجم ابواب میں اصولی اصطلاحات کا اُسلوب:

امام بخاریؒ کا ایک اُسلوب یہ ہے کہ وہ دلالۃ النص،عبارۃ النص،اشارۃ النص اور اقتضاء النص وغیرھا جیسی اصولی اصطلاحات سے بھی مسائل کا استنباط کرتے ہیں۔علاوہ ازیں کبھی کبھار ایک نظیر کو دوسری نظیر پر محمول کر کے بھی مسائل مستنبط کرتے ہیں جیسے قیاس العلۃ اور قیاس الدلالۃ ہیں۔

دلالۃ النص کی مثال:

باب الإستماع إلى الخطبة يوم الجمعة

امام بخاریؒ نے اس باب میں اس بات کا تذکرہ کیا ہے کہ جمعہ والے دن مساجد کے دروازوں پر فرشتے کھڑے ہوتے ہیں اور وہ مسجدوں میں داخل ہونے والوں کے نام لکھتے ہیں، اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث درج کرتے ہیں جس میں یہ الفاظ بھی ہیں((**فإذا الإمام طووا الصحف ويستمعون الذكر**)) ''جب امام وخطیب منبر پر بیٹھ جاتا ہے تو وہ اپنے صحائف کو لپیٹ لیتے ہیں (یعنی نام لکھنا بند کردیتے ہیں) اور ذکرِ الٰہی کو غور سے سنتے ہیں۔''[۴۲]

امام بخاریؒ اس حدیث کو نقل کرکے اس بات کا ثبوت فراہم کرتے ہیں کہ جب فرشتے ذکرِ الٰہی کو سنتے ہیں تو خطبہ جمعہ بالاولیٰ سنتے ہوں گے۔

قیاس العلۃ کی مثال:

باب فضل صلوة الفجر فى جماعة

امام بخاریؒ نے اس باب میں نبی کریمؐ کی اس بات کا تذکرہ کیا ہے جو شخص نماز کا انتظار کرتا ہے حتیٰ کہ اس کو ادا کرلیتا ہے تو وہ اس شخص سے زیادہ فضیلت والا ہے جو نماز عشاء ادا کرکے سو یا رہتا ہے۔ (بخاری:۶۵۱)

یہ حدیث نمازِ عشاء کو جماعت کے ساتھ ادا کرنے پر تو واضح طور پر دلالت کرتی ہے مگر نمازِ فجر کو جماعت کے ساتھ ادا کرنے کی فضیلت کا استنباط امام بخاریؒ نے قیاس العلۃ کے ذریعے کیا ہے۔ وہ اس طرح کہ جب حدیث سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ نماز عشاء کو جماعت کے ساتھ ادا کرنے کے لیے انتظار ایک مشقت طلب امر ہے، تو اس سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ نماز فجر کو جماعت کے ساتھ ادا کرنے کے لیے زیادہ مشقت اٹھانی پڑتی ہے، لہٰذا اس کا اجر بھی زیادہ وافر مقدار میں ہوگا۔

سید سلیمان ندویؒ امام بخاریؒ کے استخراج واستنباط کی مثال پیش کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ امام بخاریؒ احادیث سے اس زمانہ کی معاشرت کا پتا لگاتے ہیں اور معمولی واقعات سے نہایت مفید نتائج نکال کر ہر نتیجہ کو الگ الگ بابوں میں درج کرتے ہیں مثلاً ایک حدیث ہے کہ بریرہ کو جو حضرت عائشہؓ کی لونڈی تھی، کسی نے کچھ گوشت صدقہ کے طور پر دیا، حضرت عائشہؓ نے وہ گوشت آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم کو یہ سمجھ کر نہیں دیا کہ یہ گوشت صدقہ کا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ نہیں کھاتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بریرہؓ کے لیے بے شک صدقہ ہے لیکن اگر بریرہ مجھے دے تو میرے لیے ہدیہ ہے۔

امام مسلمؒ نے اس حدیث کو باب الصدقۃ میں درج کیا ہے مگر امام بخاریؒ نے اس ایک حدیث سے متعدد نتائج اخذ کیے ہیں اور مختلف ابواب میں نقل کیے ہیں۔ایک موقع پر یہ نتیجہ نکالا ہے کہ جن لوگوں پر صدقہ حرام ہے ان کی لونڈیوں کو صدقہ دینا جائز ہے کیونکہ ازواجِ رسولؐ کی لونڈیوں نے صدقہ لیا ہے اور آنحضرت مانع نہیں ہوئے ایک اور موقع پر اسی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ اگر کسی شخص کو صدقہ دیا جائے اور وہ کسی ایسے شخص کو وہ چیز ہدیہ کے طور پر دے جس پر صدقہ حرام ہے تو اس کا قبول کرنا جائز ہے۔[۴۲]

تراجم بخاری کے حل کے لیے لکھی گئی کتب:

تراجم بخاری کے حل کی مشکلات کو سامنے رکھتے ہوئے علماء نے مستقل کتابیں لکھی ہیں، نیز بخاری کی شروح میں حل تراجم کے لیے خاص توجہ دی گئی ہے جس طرح بخاری کی شروحات کرنا امت پر فرض ہے۔اسی طرح ابواب اور تراجم کے حل کے لیے لکھنا بھی فرض ہے تاہم:

۱۔ خطیب اسکندریہ علامہ ناصر الدین احمد بن منیر نے تراجم بخاری پر ایک مستقل کتاب لکھی جس کے اندر تقریباً چار سو تراجم کا حل موجود ہے۔[۴۳]

۲۔ مغربی عالم محدث محمد بن منصور نے ایک کتاب **أغراض البخاری المبهمة فی الجمع بین الحدیث والترجمة** لکھی اس میں بخاری کے ۱۰۰ تراجم کی شرح موجود ہے۔

۳۔ ابوعبداللہ بن رشید سبتی کی ایک کتاب ترجمان القرآن بھی تراجم صحیح بخاری پر تصنیف کردہ ہے۔ یہ کتاب کتاب الصیام تک ہے۔

۴۔ بارہویں صدی کے آخر میں حجۃ الہند شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے تراجم صحیح بخاری کے حل کے لیے عربی زبان میں رسالہ لکھا جو حیدرآباد دکن سے شائع ہوا۔یہ رسالہ مطبوعہ بخاری کے شروع میں لگا ہوتا ہے۔

۵۔ چودھویں صدی میں شیخ الاسلام مولانا محمود الحسنؒ نے اردو زبان میں صحیح بخاری کے ابواب اور تراجم کے متعلق ایک رسالہ لکھا جو بدءالوحی، کتاب الایمان اور کتاب العلم کے ابواب پر مشتمل ہے۔

۶۔ مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ نے بھی درس صحیح بخاری میں ابواب اور تراجم کے حل کا خاص اہتمام فرمایا۔ شاہ صاحب کی تقاریر صحیح بخاری مطبوعہ سے ظاہر ہے۔اسی طرح درس حدیث کی یادداشتیں فیض الباری

کے نام سے قاہرہ سے شائع ہوئی ہیں جو ان کے شاگرد مولانا بدر عالم نے مرتب کی ہیں۔

۷۔ شیخ المحدثین حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ نے درس بخاریؒ کے دوران ابواب اور تراجم کے حل پر خاص توجہ دی اور تحفۃ القاری کے نام سے عربی میں کتاب لکھی۔ اس کے علاوہ بہت حصہ زیر طبع ہے اگر یہ شائع ہوا تمیں پنتیس جلدوں پر محیط ہوگا۔

۸۔ شیخ المحدثین محمد گوندلویؒ درس صحیح بخاری کے دوران ابوب اور تراجم کے حل پر خصوصی توجہ فرماتے۔ طلباء سے حل کرواتے۔ آپ کے دروس پر مشتمل کتاب ''درس صحیح بخاری'' مطبوعہ ہے جس کی طرف مراجعت بہت مفید ہوگی۔

حوالہ جات

۱. هدی الساری مقدمه فتح الباری ابن حجر العسقلانی، ص۴۷۷

۲. ایضاً، ص۴۷۸

۳. مراة البخاری، عبدالمنان نور پوری، ۱/۷۸

۴. علوم الحدیث، ابن صلاح، ص۶

هدی الساری مقدمه فتح الباری ابن حجر العسقلانی، ص۴۷۷

۵. الابواب والتراجم شرح بخاری، مولانا محمد ادریس کاندهلوی، ص۵

۶. هدی الساری مقدمه فتح الباری ابن حجر العسقلانی، ص ۴۷۹

۷. مقدمه فیض الباری، انور شاه کشمیری، مطبوعه قاهره، ص ۴۰

۸. تاریخ بغداد، ۲/۹

۹. فتح الباری شرح صحیح بخاری، ابن حجر العسقلانی، ص ۴۸۹

۱۰. لسان العرب، ابن منظور الافریقی، ابو الفضل جمال الدین محمد بن مکرم متوفی ۷۱۱م، بیروت دار صادر، ت.ز

۱۱. الجامع الصحیح، بخاری محمد بن اسماعیل، متوفی ۲۵۶ھ، باب الاذان، ۱/۸۸، مطبعه دار السلام، الریاض، ۲۰۰۰ء

۱۲. صحیح البخاری، باب الصدقة الفطر،

۱۳. کتاب الجمعة، باب هل علی من لم یشهد الجمعة غسل من النساء والصبیان، وغیرهم، ص ۷۰

۱۴. كتاب الصلوٰة، باب هل يقال مسجد بنى فلان؟ ص ۳٦

۱۵. كتاب العلم، باب قول النبى ،رب مبلغ أوعى من سامع،ص۸، كتاب الطب، باب ما أنزل الله داء إلا أنزل به شفاء،ص۴۸

۱٦. باب بدء الوحى، باب كيف كان بدء الوحى إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم،ص ۱

۱۷. التوبة ۹:۵

۱۸. كتاب الإيمان، باب فإن تابوا وأقاموا الصلوٰة واتوا الزكوٰة فخلوا سبليهم، ص ۴

۱۹. كتاب الاذان، باب اثنان فما فوقها فيهما جماعة،ص ۵۲

۲۰. كتاب الامارة، باب الامراء من قريش، ص ۱۸

۲۱. كتاب الصلوٰة، باب فى كم تصلى المرأة من الثياب، ص ۳۲

۲۲. كتاب الصلوٰة، باب من قال ان صاحب الماء احق بالماء حتى يروى يقول النبىؐ لا يمنع فضل الماء

۲۳. باب من قال لم يرك النبىؐ إلا ما بين الدفتين، ص ۴۱

۲۴. كتاب الإيمان، باب إذا لم يكن الإسلام على الحقيقة،ص ۴

۲۵. كتاب العلم، باب الاغتباط فى العلم والحكمة،ص ۹

۲٦. كتاب فى الرهن فى الحضر، باب فى الرهن فى الحضرة قوله تعالى وإن كنتم على سفر و لم تجدوا كاتبا فرهن مقبوضة (البقرة۲:۲۸۳)

۲۷. حجة الله البالغة، شاه ولى الله دهلوى، مترجم: عبدالحق حقانى،ص ۲۹، قومى كتب خانه،لاهور،۱۹۸۳ء

۲۸. هدى السارى، مقدمه فتح البارى، ابن حجر العسقلانى، ص ۱٦

۲۹. كتاب الصلوة، باب الصلوة على الحصير، ص۳۳

۳۰. كتاب الصلوٰة، باب الصلوة على الحصير، ص۳۳

۳۱. كتاب الجمعة، باب لا يقيم الرجل أخاه يوم الجمعة و يقعد مكانه،ص ۳۰

۳۲. كتاب الوضوء، باب التسمية على كل حاد و عند الوقاع،ص ۱۵

۳۳. كتاب الجنائز، باب ۱۰۰

۳۴. كتاب الحرث والمزارعة، باب قطع الشجر والنخل، ص ۱۸۲

۳۵. كتاب الاذان، باب يستقبل باطراف رجليه القبلة قاله أبو حميد الساعدى عنى النبى صلى

الله علیه وسلم،ص ۱۳۱

۳۶. کتاب الحج، باب قول الله تعالیٰ وإذا قال إبراهیم رب اجعل هذا البلد آمنا (ابراهیم ۱۴:۳۵)، ص۱۲۵

۳۷. کتاب الزکاۃ،باب نمبر ۴۲-۴۷

۳۸. کتاب الجنائز، باب نمبر، ۳۵-۳۹

۳۹. کتاب الوضوء، باب نمبر ۱۱

۴۰. کتاب الجنائز ، باب نمبر ۳۲

۴۱. هدی الساری، مقدمه فتح الباری، ابن حجر العسقلانی،ص ۱۶

۴۲. تذکرۃ المحدثین، سید سلیمان ندوی، ص۲۱۷

۴۲. صحیح البخاری، باب الاستماع الی الخطبة یوم الجمعة کتاب الجمعة،ص ۱۸۲